بسم اللہ الرحمن الرحیم

دینی مدارس کے بست وکشاد سے چند معروضات

دینی مدارس کی اہمیت وضرورت سے کسی کو انکار نہیں۔ ان کی تعلیمی، علمی، دعوتی اور اصلاحی خدمات لائق تحسین ہیں۔ خصوصاً دینی تعلیم کے فروغ اور اشاعت میں ان کا کردار مثالی ہے۔ پھر ان حالات میں کہ جب ایک جہان ان سے نالاں اور شاکی ہے۔ غیر تو غیر اپنے بھی بے اعتنائی اور بے رُخی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ پھر بھی یہ مدارس نہایت محدود وسائل سے اپنا ''رول ماڈل'' ادا کر رہے ہیں۔ ہزاروں طلباء اور طالبات کی تعلیم وتربیت کا اہتمام کر رہے ہیں اور تمام ضروریات زندگی مفت فراہم کر رہے ہیں۔ معاشرے کی دینی ضرورت باحسن طریق پورا کر رہے ہیں۔ انہیں مستند قاری، امام، خطیب، حافظ، عالم، مدرس اور مفتی فراہم کر رہے ہیں۔ بلاشبہ دینی مدارس کی دینی، ملی خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے۔ وللہ الحمد۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی معلوم ہے کہ ہر کام میں بہتری اور ترقی کے امکانات ہوتے ہیں۔ جسے پہلے سے زیادہ سودمند اور نفع بخش بنایا جا سکتا ہے۔ نئے اسلوب اور جدید طریقے اختیار کر کے کم وقت میں زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ خاص کر تعلیمی اداروں میں ایسی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ نئی نئی ایجادات اور اختراعات ہو رہی ہیں۔ نئی سکیمیں متعارف ہو رہی ہیں، جدید ٹیکنالوجی سے فائدہ اٹھایا جا رہا ہے۔ تدریس میں انٹرنیٹ کا بھرپور استعمال ہو رہا ہے۔

اس لیے ہماری دینی مدارس کے بست وکشاد سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ نئے اسلوب سے بھی فائدہ اٹھائیں۔ اگر دوسرے تعلیمی ادارے یہ کام کر کے اچھے نتائج حاصل کر رہے ہیں تو دینی مدارس کو بالاولیٰ یہ کام کرنا چاہیے۔ کم از کم وقت میں زیادہ سے زیادہ معلومات طلبہ کو فراہم کرنی چاہئیں۔ فارغ التحصیل ہونے والے علماء ہر اعتبار سے مکمل ہوں اور معاشرتی تقاضوں کو بخوبی پورا کر سکیں۔

اداروں میں ارتقاء کا عمل جاری رہتا ہے۔ لیکن اگر یہ کام شعوری طور پر کیا جائے تو اس کے نتائج بہت بہتر اور اچھے ہوں گے۔ مثلاً عمارت کی تعمیر کسی خاص منصوبہ بندی سے نہیں کی جاتی، جتنے وسائل میسر آئے صرف کر دیئے۔ بعد میں احساس ہوتا ہے کہ ہال کے ساتھ بیسمنٹ بھی بن جاتی تو بہتر ہوتا وغیرہ وغیرہ۔

لیکن یہی کام اگر باقاعدہ منصوبہ بندی اور نقشہ کے مطابق ہوتا تو نتائج بہتر سامنے آتے۔ یہی حال تعلیم کے میدان میں بھی ہے۔ نصاب، نظام اور اسلوب تدریس میں ترمیم اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ لیکن باقاعدہ نہیں، جس کی وجہ سے بہتر نتائج حاصل

نہیں ہوتے۔ اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ ماہرین تعلیم کے مشوروں کو خاص اہمیت دی جائے اور ان کی سفارشات کو مدنظر رکھ کر کام کیا جائے۔

یہ دور تخصصات کا ہے۔ طلبہ جہاں عمومی مضامین پڑھتے ہیں' وہاں انہیں کسی ایک خاص مضمون میں تخصص کی ضرورت ہے۔ زیادہ نہیں تو منتہی طلبہ کو اپنی پسند کے مضمون پر مقالہ پیش کرنا لازمی قرار دیا جائے۔ اس سے جہاں تحریر کا ذوق پیدا ہوگا' وہاں علمی اور تحقیقی ذوق پیدا ہوگا۔ خصوصاً موجودہ حالات میں اس کی اشد ضرورت ہے۔ دینی مدارس میں علمی ماحول پیدا کیا جائے۔ مطالعہ کا شوق علمی مباحث میں دلچسپی اور فقہی مسائل میں وافر معلومات کا اہتمام کیا جائے۔ طلبہ کو بہترین دارالمطالعہ فراہم کیا جائے۔ جہاں دلچسپ کتابوں کے ساتھ رسائل اور جرائد فراہم کیے جائیں' لائبریری سے استفادہ کرنے کا طریقہ بتایا جائے' کتب بینی کے اسلوب سے آگاہ کیا جائے' معلومات کے تبادلے کے مواقع فراہم کیے جائیں۔

خصوصاً دینی مدارس کے طلبہ میں فکری اور نظریاتی ذہن پیدا کیا جائے۔ اسلام کے ساتھ اخلاص اور اس کے مقاصد کے حصول کے لیے ایثار وقربانی کا جذبہ اجاگر کیا جائے۔ ان میں خودداری اور احساس برتری کو فروغ دیا جائے۔ معاشرے میں موثر کردار ادا کرنے کے لیے ذہنی طور پر تیار کیا جائے۔ اخلاقی تربیت اور کردار سازی کے ساتھ ساتھ متانت' سنجیدگی' حسن خلق' مہذب گفتگو کی تلقین کی جائے۔ نیز حفظ مراتب کے مطابق سلوک کرنے اور مسائل کا سامنا کرنے کے لیے فہم وفراست پیدا کی جائے۔ ان کے لباس' وضع قطع اور ظاہری حالت قابل قبول بنائی جائے۔ ان میں احساس ذمہ داری پیدا کیا جائے' اپنے کام کو بہتر طریق سے سرانجام دینے اور پایہ تکمیل تک پہنچانے کا شعور پیدا کیا جائے۔ ان میں خدمت کا جذبہ اجاگر کیا جائے۔ مزاج میں عاجزی اور انکساری پیدا کی جائے۔ علمی تکبر اور غرور سے اجتناب کیا جائے۔ علماء کی قدر ومنزلت ان کی عزت' توقیر اور احترام کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ یہی وہ خوبیاں ہیں جو ہمیں مطلوب ہیں۔ اگر ہم ایسے رجال تیار کرنے میں کامیاب ہو گئے تو معاشرے میں تبدیلی یقینی ہے۔ ان شاء اللہ۔

ہمیں اُمید ہے کہ مدارس کے ذمہ داران ان باتوں پر ہمدردی سے غور فرمائیں گے۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

مخیر حضرات سے گزارش

پاکستان کی بدنصیبی ہے کہ یہاں اسلامی تعلیم اس کی دعوت وتبلیغ اور اشاعت کا سارا کام عوام کے رحم وکرم پر ہے۔ حکومت اس سے بری ہے۔ باوجود کہ قیام پاکستان کا اولین مقصد ہی نفاذِ اسلام تھا۔ لیکن آج یہ ترجیح نہ صرف ختم ہو چکی ہے بلکہ اس کا